THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, October 9, 2025

(354th Session)

Volume XIX, No. 04

(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XIX SP. XIX(04)/2025

No. 04 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. FATEHA 1
3. Questions and Answers 3

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Thursday, October 9, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty two minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ

بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: وہ (اللہ) چھپے اور ظاہر کو جاننے والا، بڑائی والا اور عالی رتبہ ہے۔ کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر بات کرے یا رات کو کہیں چھپ جائے یا دن کی روشنی میں کھلم کھلا چلے پھرے (اس کے نزدیک) سب برابر ہے۔ اس کے آگے اور پیچھے اللہ کے محافظ ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ اس نعمت کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے، نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو خود نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ پھر نہیں سکتی اور اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

سورۃ الرعد (آیات 9 تا 11)

FATEHA

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ۔ سب سے پہلے تو ایوان میں ضلع اورکزئی، خیبر پختونخوا میں منگل کی رات دہشت گردوں کے خلاف intelligence کی بنیاد پر کیے گئے آپریشن میں شہید ہونے والے لیفٹیننٹ کرنل جنید طارق شہید اور میجر طیب راحت شہید سمیت

پاک فوج کے 11 نوجوانوں کی شہادت پر فاتحہ خوانی کی جائے۔اس کے علاوہ ملک بھر میں مختلف حادثات اور واقعات میں شہید ہونے والے شہریوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ممبران کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔آج شہید ہونے والے میجر سبطین حیدر کے لیے بھی دعا کی جائے۔ جی نورالحق قادری صاحب۔ براہ مہربانی دعا کریں۔

(اس موقع پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ ایوان مہمانوں کی گیلری میں موجود معزز ترک وفد کو خوش آمدید کہتی ہے اوران کے پاکستان آمد پر نیک خواہشات اورجذبات کا اظہار کرتی ہے۔اس کے علاوہ یہ ایوان مہمانوں کی گیلری میں موجود Mehrgarh Youth Leaders کے گروپ کو بھی خوش آمدید کہتی ہے۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

(اس موقع پر سینیٹر محمد ہمایوں مہمند اپنی نشست پر کھڑے ہو کر بولنے لگے)

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: اس دن آپ نے ایوان میں وہاں بیٹھے ایک سینیٹر کو shut up کہا تھا۔ میں as a Member of the Parliament یہ سمجھتا ہوں کہ جو آپ کا role ہے and I would like to say کہ مجھے آپ پر اعتبار نہیں ہے to sit there as the Deputy Chairman. I do not think you are worthy of conducting this Session as an independent and unbiased person جو اپنے colleague Senators کی dignity کا خیال رکھے۔ جس طریقے سے آپ نے وہاں بیٹھ کے، and this is not the first time اس سے پہلے آپ ہم لوگوں کو وہاں سے بھاؤ، بھاؤ کے اشارے کرتے رہے ہیں۔ اس دن آپ نے سینیٹر صاحب کو shut up کہا تھا۔ Unfortunately, this cannot go on. I demand you to please step down from that seat. Thank you.

(اس موقع پر دوسرے اپوزیشن اراکین بھی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگے)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر خلیل طاہر۔

سینیٹر خلیل طاہر: جناب چیئرمین! سینیٹر ہمایوں مہمند صاحب نے ابھی جو بات کی ہے، ہم بھی آگے سے۔۔۔۔ نہیں ایسے نہیں۔۔ آپ پلیز بات تو سنیں۔ آپ نے ایک perfect allegation لگایا ہے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر خلیل طاہر: میری بات سنیں۔ دیکھیں بات سنیں۔آپ کو خود پر اعتماد نہیں تو عدم اعتماد کیا لانا ہے۔آپ کے اپنے 19 گروپ بنے ہوئے ہیں۔ بات سن لیں۔ This is not the way.کیا یہاں پر ساس-بہو کا مقابلہ ہو رہا ہے؟This is not the way. یہ پڑھے لکھے لوگوں والا طریقہ کار نہیں ہے۔ ہم نے بڑے ادب سے سینیٹر ہمایوں مہمند کی بات سنی۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ لوگ تھوڑے پڑھے لکھے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر خلیل طاہر: یہ کوئی نند-بھابھی کی لڑائی ہے جو آپ لوگ ایسا کر رہے ہیں؟ This is not the way. میں بات کروں گا۔

(اپوزیشن اراکین احتجاج کرتے رہے)

سینیٹر خلیل طاہر: یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی کہ جیسے ہی آپ نے مجھے mic دیا، انہوں نے مجھے بولنے کا موقع نہیں دیا۔ کیا یہ نند-بھابھی کی لڑائی ہے؟ ہماری گزارش یہ ہے کہ معزز سینیٹر رانا ثنا اللہ خان صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ایک کمیٹی بنا دیں کیونکہ آپ کو پشتو میں کچھ گالیاں بھی دی گئی تھیں۔آپ وہ ساری recording منگوالیں۔ ہمیں پشتو تو نہیں آتی لیکن ہم سن رہے تھے۔

(مداخلت)

سینیٹر خلیل طاہر: سینیٹر ہمایوں مہمند صاحب، یہ کیا بات ہوئی؟ ڈپٹی چیئرمین صاحب کو ایوان نے چنا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: براہ مہربانی آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ Order No. 2. میں اب وقفہ سوالات پر آتا ہوں۔ مؤخر شدہ سوال نمبر 45---

(جاری T02)

T02-09OCT2025 Taj/Ed. Mubashir 05:40 p.m.

Questions and Answers

جناب قائم مقام چیئرمین: براہ مہربانی آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ آرڈر نمبر ۲۔ سوال نمبر ۴۶۔ میں اب وقفہ سوالات لیتا ہوں۔ مؤخر شدہ سوال نمبر ۴۵، سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب، سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب، سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب۔

(Q. No. 45)

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Order No.2.

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب! یہاں پر اس طرح نہیں ہوگا۔ I am sorry Sir. کوئی Order No. 2, کوئی Order No.1 نہیں۔ رانا صاحب بیٹھے ہیں، سینئر بندے ہیں، انوشہ صاحبہ بیٹھی ہوئی ہے، پرویز رشید صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، بے شک آپ میں سے کوئی جا کر بیٹھ جائیں۔ جناب! آپ نہیں بیٹھیں گے، ہم آپ پر trust ہی نہیں کرتے کیونکہ

you don't even have the capacity to run the House Sir. You don't have the capacity….

Mr. Acting Chairman: Deferred Question No. 46, Senator Mohsin Aziz Sahib. Senator Mohsin Aziz Sahib, Senator Mohsin Aziz Sahib.

(Q. No. 46)

Mr. Acting Chairman: Deferred Question No. 52. Senator Shahadat Awan Sahib.

شہادت اعوان صاحب کی request آئی ہے کہ ان کے سوالات کو مؤخر کیا جائے۔ سوال نمبر ۵۲ مؤخر کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر ۵۳، سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔ یہ سوال بھی مؤخر کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر ۵۴، سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔ یہ سوال بھی مؤخر کیا جاتا ہے۔ مؤخر شدہ سوال نمبر ۶۱، سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب، سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب، سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب۔

(Q. No. 61)

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: سوال نمبر ۱۶، سینیٹر انوشہ رحمٰن احمد خان صاحبہ۔

(Q. No. 16)

جناب قائم مقام چیئرمین: کیا آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں؟

سینیٹر انوشہ رحمٰن احمد خان: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میرا محترم وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ EV policy منظور ہونے کے بعد اب تک کتنی کمپنیوں نے پاکستان میں اپنے manufacturing plants establish کرنے کے لیے رابطہ کیا ہے؟ Electric vehicles یا motorcycles کے یہ جو manufacturing plants بنیں گے، ان manufacturing plants کے ساتھ جو training کا element ہے کہ ہمارا human resource capital بھی ساتھ ساتھ تیار ہو۔ میں نے چین میں دیکھا تھا کہ جب

manufacturing plants لگتے ہیں، وہ چاہے electric vehicles کے ہوں یا motorcycles کے، وہاں پر ٹیکنالوجی کے schools بھی ساتھ ساتھ بن رہے ہیں جہاں پر بچوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے کہ وہ کس طریقے سے ان موٹر سائیکلوں کو یا ان گاڑیوں کو assemble کریں گے۔ وہ ایک منٹ بھی ضائع کیے بغیر ان موٹر سائیکلوں کو بنا رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے ایک plant visit کیا۔ اس plant میں ایک دن میں دس ہزار motorcycles بنتی ہیں۔ پاکستان میں بھی ہم نے EV policy دی ہے تو کیا ایسے practical training colleges بھی ساتھ ساتھ بن رہے ہیں؟ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی (وزیر مملکت برائے خزانہ): شکریہ، جناب چیئرمین! NEV policy کا اطلاق 26 اگست 2025 سے ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ EV levy بھی Finance budget کے ذریعے لگا دی گئی ہے۔۔۔

(اس دوران ایوان میں اذانِ مغرب سنائی دی)

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بلال کیانی صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی: شکریہ، جناب چیئرمین! NEV policy کا اطلاق 26 اگست 2025 سے ہو گیا ہے جس کے تحت ملک میں EV vehicles کو فروغ دینے کے لیے اور climate change کی جو جنگ ہے اس میں حصہ ڈالنے کے لیے اور transportation کو زیادہ clean کرنے کے حوالے سے یہ پالیسی لائی گئی ہے۔ اس میں اس سال تقریباً 116,000 electric bikes مارکیٹ میں لوگوں تک پہنچانے کے لیے حکومت کی پالیسی ہے، جس میں دو طریقہ کار ہیں۔ آپ آسان قسطوں پر قرضہ بھی لے سکتے ہیں اور اگر آپ خود خریدتے ہیں قرضہ لیے بغیر تو اس میں بھی حکومت حصہ ڈال رہی ہے۔ اسی طرح سال 2030 تک 3,000 charging stations بنانے کا بھی ایک ہدف طے کیا گیا ہے۔ اس کے لیے تقریباً دس ارب روپے مختص کیے جا رہے ہیں۔ اس کو finance کرنے کے لیے ایک EV policy بنائی گئی ہے جو internal combustion engines پر مختلف CC کی گاڑیوں اور مختلف rates کے ساتھ ہے۔ اس طریقے سے حکومت اسے فروغ دے گی۔ اس کے علاوہ پاکستان میں دیگر کمپنیاں موجود ہیں جو CKD kits لے کر electric vehicles بناتی ہیں۔ ان کے parts کی import پر بھی رعایتی customs duties ہیں۔ باقی جو میڈم نے ٹریننگ کے حوالے سے بات کی۔ وہ بھی ساتھ ساتھ میں

بتانا چاہوں گا کہ وزیراعظم صاحب خود NAVTTC Technical Training بشمول Industrial Technical Training بھی اس میں شامل ہے، اس کے لیے دیگر اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کوئی اور ضمنی سوال ہے؟ سوال نمبر ۱۷، سینیٹر انوشہ رحمٰن صاحبہ۔

(Q. No. 17)

سینیٹر انوشہ رحمٰن احمد خان: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! معزز وزیر صاحب سے اس پر میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ جو technical training بچوں کو دی جاتی ہے، وہ میں نے چین میں دیکھا کہ جو مشین انہوں نے بنائی ہے۔ (جاری۔۔۔T03)

T03-09Oct2025 Ali/Ed: Shakeel 05:50 pm

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: (جاری ہے۔۔۔) میں نے China میں دیکھا وہ یہ تھا کہ جو machine انہوں نے بنائی، جس پر کام کرنا ہے، جو machine conveyor belt پر لگی ہے اس machine پر یا اس machine سے قریب ترین کسی machine کے اوپر بچوں کو train کیا جا رہا ہے کہ وہ کس طریقے سے اس موٹر سائیکل کو یا گاڑی کو تیار کریں۔ So definitely NAVTTC and TEVTA کے ادارے موجود ہیں، but the specific training of electric vehicles or electric motorcycles is a very specific exercise. Manufacturing plants میں جو machines لگائی ہیں کیا ان machines پر NAVTTC and TEVTA ان کا کوئی ارادہ ہے کہ وہ اس قسم کی training شروع کریں؟ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بلال کیانی صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی: شکریہ ڈپٹی چیئرمین صاحب، جی محترمہ کا پہلا سوال دوسرے سوال کا تسلسل ہے اور اس کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ابھی بھی پاکستان کے اندر CKD kits کے ذریعے electric vehicles کی جو assembly ہو رہی ہے اس کے نتیجے میں ہمارے بہت سے پاکستانی بہن بھائی private sector کے ذریعے ان factories میں کام کر رہے ہیں، وہ training بھی حاصل کر رہے ہیں اور باقاعدہ یہاں پر assembly بھی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یقیناً NAVTTC and overall vocational training کا اور technical training کا holistic overall جو Mr. Prime Minister lead کر رہے ہیں اور اس کو regularly oversee کرتے ہیں، اس میں یقیناً یہ بھی شامل ہے۔ تو جیسے جیسے ان رعایتی custom

duties کے ذریعے، CKD کے ذریعے، ان EV vehicles کا فروغ، two-wheelers three- wheelers and four-wheelers کا فروغ بڑھے گا اور EV policy کے تحت ہم جو مزید اس کو boost دے رہے ہیں تو اس سے ہماری workforce, ہماری capacity ان vehicles کو بنانے کی، ان کو assemble کرنے کی بڑھتی جائے گی اور اس میں ہماری workforce کی training بھی شامل ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئر مین: کوئی سوال؟

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: میں صرف point of explanation بتانا چاہ رہی ہوں کیونکہ میں نے China میں کم از کم چار ایسے manufacturing plants کا دورہ کیا تھا اور میں اس بات کو emphasize کرنا چاہوں گی کہ اپنی labor or HR وہ اس طرح ان کا جو technical training college ہے وہ ایک integrated chain کے ذریعے manufacture plant سے جڑا ہوا ہے اور وہاں جو specific exercise ہے وہ یہ ہے کہ اٹھارہ سے لے کر چوبیس سال تک کی عمر کے بچوں کو through application invite کیا جاتا ہے، وہ بچے وہاں پر technical training college میں admission لیتے ہیں، وہاں ان کو specific machines پر تین مہینے کا training course کروایا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ دن میں دس ہزار motorcycles manufacture کر سکیں۔ میں نے ان بچوں کو اتنا focus پایا کہ آپ ان کے پاس کھڑے ہو جائیں، آپ انہیں کام کرتا ہوا دیکھیں وہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ کیا ہے، وہ conveyor belt پر کام کر رہے ہیں۔ میری وزیر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس model کو ضرور study کر لیں، اگر انہوں نے کر لیا تو بہت اچھا ہے اور اگر نہیں کیا تو برائے مہربانی دیکھ لیں۔ ہماری labor force ساتھ ساتھ تیار ہونی چاہیے نہ کہ تھوڑا بعد میں، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئر مین: جی بلال صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی: بہت شکریہ، سینیٹر صاحبہ کی تجویز اچھی ہے۔ میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ اس موضوع کو آپ Standing Committee of the Senate on Industries and Production میں رکھ لیں، وہیں سے سینیٹر صاحبہ اپنے outcome share کر لیں گی اور Ministry of Industries and Production اور دوسری OPHRD

کی جو وزارت ہے وہ وہاں پر موجود ہوں گے تو زیادہ comprehensive گفتگو بھی ہوگی اور وہ بھی سینیٹر کو brief کر سکیں گے کہ وہ کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی اس کو کمیٹی کو refer کرتے ہیں۔ سوال نمبر ۱۸، سینیٹر فیصل الرحمان صاحب، سوال نمبر ۱۹، سینیٹر فیصل الرحمان صاحب، سینیٹر فیصل الرحمان صاحب موجود نہیں ہیں۔ آپ لوگ اپنے پیارے سینیٹرز کے Business کو bulldoze کر رہے ہو، دنیا آپ لوگوں کو دیکھ رہی ہے۔ سوال نمبر ۲۰، سینیٹر انوشہ رحمان صاحب۔

(Q.No.20)

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: بہت شکریہ جناب چیئرمین، پچھلے ایک سال سے ہماری debate چل رہی ہے اور اس میں وزیر صاحب کا بھی یہی point of view ہے کہ Public Finance Management Act کے تحت کوئی بھی public entity sector میں کام کرتی ہے اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے خود کے commercial accounts کھول کر پیسے وہاں رکھیں۔ Although Ministry سے جواب تو یہی آیا ہے کہ ایسے نہیں ہو رہا لیکن میں آپ کی اور وزیر صاحب کی توجہ word surplus پر دلوانا چاہوں گی کہ وہ یقیناً surplus کو ان accounts میں جمع کروا دیتے ہیں، لیکن آیا یہ تمام ادارے اپنا بجٹ بھی Ministry of Finance سے لے رہے ہیں یا نہیں۔ ادارے یہ کر رہے ہیں کہ وہ اپنا بجٹ خود بناتے ہیں اور جو وہ بنانا چاہتے ہیں وہ بناتے ہیں، جو invest کرنا چاہتے ہیں وہ invest کرتے ہیں، جو bonds خریدنا چاہتے ہیں وہ bonds خریدتے ہیں اور اس کے بعد جو دو چار روپے بچ جاتے ہیں تو وہ جا کر FCF میں ڈلوا دیتے ہیں۔ تو میرا معزز وزیر صاحب سے ایک supplementary question یہ ہے کہ آیا Ministry نے list بنالی ہے؟ ان اداروں کی جن پر Public Finance Management Act لاگو ہوتا ہے اور دوسرا وہ bank accounts جو انہوں نے ان companies کے نام پر کھولے ہیں ان کو بند کروا دیا گیا ہے؟ اور انہوں نے جو bonds خریدے ہیں یا جو different investments کی ہیں ان کو mature ہونے پر یا ان سے لے کر FCF میں ڈلوا دیا گیا ہے یا نہیں؟ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بلال کیانی صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی: شکریہ چیئرمین صاحب، سینیٹر صاحبہ کا جو پہلا سوال تھا وہ State-owned enterprises کے حوالے سے تھا۔ میرے خیال سے ان کے سوال کا جو spirit تھا وہ attached departments سے related تھا۔ State-owned enterprises میں کوئی رقم جمع نہیں کروانی ہوتیں کیونکہ یہ companies, Companies Act کے تحت بنی ہوتیں ہیں۔ ان کے جو dividends ہوتے ہیں وہ حکومت کو ملتے ہیں، وہ حکومت میں ہر State-owned enterpriseجو بھی dividend declare کرتی ہے وہ جمع کروادیتی ہے۔ محترمہ کا جو سوال ہے وہ زیادہ attach departmentسے related ہے۔ ہمارا یہ موضوع بجٹ کی discussion کے دوران بھی Standing Committeeکے اندر discuss ہوا تھا کہ PFM Actکے اندر بھی یہ بات ہوئی تھی کہ attached departmentجیسے KPT ہےاس کے surplus fundsبجائے اس کے کہ وہ آگے Treasuries میں اور چیزوں میں invest کریں، اس کی بہتر management ہونی چاہیے۔ اس میں ہم نے توازن رکھا ہے کہ وہ بھی ان کو غیر ضروری طریقے سے استعمال نہ کریں، مگر ایسا بھی نہ ہو کہ ان کی liquidity بالکل ختم ہو جائے تاکہ جب ان کو dredging یا کسی کام کے لیے ضرورت ہو تو اس fund کے لیے ان کو حکومت سے supplementary grant مانگنا پڑے تو اس وقت پر یہ بات ہوئی تھی کہ ہم PFM Act کے اندر اس ترمیم کو تھوڑا موٴخر کرتے بہتر solution لانے کے لیے۔ ان شاءاللہ اب ہم جلد آگے لے کر آئیں گے اس ایوان میں بھی پیش کریں گے اور پھر Standing Committee میں بھی اپنا اس حوالے سے solutionپیش کریں گے، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: چیئرمین صاحب یہ بات ہم کافی عرصے سے discuss کر رہے ہیں اور وزیر صاحب کام بھی کر رہے ہیں، ہمارے دونوں وزیر Finance Ministry میں بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ چھوٹا کام نہیں ہے، یہ کافی بڑی exercise ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے بہت سارے public sector entities ایسی ہیں جو کہ اس طریقہ کار کے تحت جو public money ہے اس کو دینے میں interested نہیں ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیسہ ان کے پاس رہے اور وہ اس سے دس بہانے نکالتے ہیں اور اگر یہ پیسہ ایک مرتبہ FCF میں آ جائے تو یہ پیسہ حکومت پاکستان کے accounts میں show ہوتا ہے اور اتنے ہی کم پیسے حکومت پاکستان کو قرضے کی صورت میں لینے پڑتے ہیں۔ جو بات مجھے سمجھ آئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ public entities ان تمام revenue کو جو

generateکرتے ہیں اپنے account میں رکھتے ہیں جو multi private banks ہوں، دوسری طرف وہی پیسہ جو ہے وہ حکومت ان commercial accounts سے قرضے پر لے رہی ہے، تو یہ بہت بڑے level کی exercise ہے۔

میری گزارش صرف یہ ہوگی، بالکل میں جانتی ہوں کہ منسٹر صاحب اور Finance Minister دونوں committed ہیں اس initiative کے اوپر۔ میری گزارش یہ ہے کہ kindly یہ تمام public sector entities کا جو data بننا ہے جو ان companiesکی list بنی ہے کیا وہ بن گئی ہے؟ اور ان کے تمام accounts جو ہیں state bank سے اس کا record لے لیا جائے کہ یہ public sector entities جو ہیں State Bank کے پاس data موجود ہے کہ کون کون سے Commercial Banks میں یا کون کون سے TDRs میں کون کون سے bonds کی صورت میں یہ پیسہ جو ہے companies میں رکھا ہوا ہے جس پر منافع کماتے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم وہ list ابھی تک بنی ہے کہ نہیں بنی لیکن پچھلے سال تک نہیں بنی تھی، تو kindly یہ list بنا لیجیے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا amount ہے اس سے ہمارا IMF کے اوپر جو قرضے کا reliance ہے یہ کم ہونے کا اندیشہ ہے اور اگلے سال budget میں شاید ہم ان سے اچھی خبر سنیں کہ اتنا زیادہ revenue ان کے پاس جمع ہو جائے گا ان entities سے شاید اس کے بعد ہمیں پھر tax بھی تھوڑا کم لگانا پڑے، بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وزیر صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی: بہت شکریہ، جناب! محترمہ کا جو point ہے اس پر ہمارا اتفاق پہلے بھی ہوا تھا آج بھی ہے۔ Finance Ministry خود اپنی طرف سے ایک administrative effort ضرور کرتی ہے کہ کسی بھی ادارے کے پاس surplus funds نہ جائیں اور جو funds وفاق میں Federal Consolidated Fund میں جمع کروانے والے ہیں۔ (جاری۔۔۔T04)

T04–09Oct2025 Imran/ED: Khalid 06:00 pm

جناب بلال احمد کیانی (وزیر مملکت برائے فنانس، ریونیو اور ریلوے): (جاری۔۔۔) اور جو فنڈ وفاق کے consolidated fund میں جمع کروانے والے ہیں، وہ جمع کرائے جائیں۔ وہ treasuries میں یا general investment میں نہ invest کیے جائیں مگر یقیناً ہم نے اُس میں قانون سازی کر کے institutional سطح پر قانون میں بہتری لے کر آئی ہے تاکہ یہ ایک administrative function نہ رہے بلکہ قانون کے تحت پابند ہو جائے۔ اُس میں یقیناً جس توازن کا میں نے پہلے ذکر کیا تھا وہ ہم ان شاء اللہ لے آئیں گے۔ باقی

ہم ان شاء اللہ Standing Committee میں تفصیل کے ساتھ ابھی تک consolidated funds میں یہ رقم جمع کروانے کے حوالے سے جو effort ہوئی ہے، اُس کی بھی details ان شاء اللہ پیش کرنے کو تیار ہیں۔ ہم regularly وہاں پر پیش ہوتے ہیں۔ we try to be very transparent اور ان شاء اللہ ہم وہاں پر بھی ضرور briefing دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آخری سوال۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے اور میں صرف وضاحت کر رہی ہوں کہ یہ exercise تب شروع ہو گی جب public sector کی کمپنیوں کی list بن جائے گی۔ State owned enterprises and public sector entities کے اندر بھی ایک فرق موجود ہے۔ پہلے تو ہمارے پاس ایک list تیار ہو جائے۔ اگر آپ یہ مناسب سمجھیں تو اس سوال کو ہم دوبارہ Standing Committee کو refer کر دیں۔ میں تو اُن کے ساتھ اس چیز پر کام کرنے کو تیار ہوں کہ ہم کسی طریقے سے یہ جو surplus کا لفظ ہے، ہمیں اس surplus کے لفظ پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

تمام ایسے قوانین جو Public Finance Management Act سے پہلے کے بنے تھے وہ اُن کمپنیوں کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ خود سے یہ پیسہ اپنے طریقے سے استعمال کریں۔ Public Finance Management Act آنے کے بعد بھی وہ کمپنیاں اس قانون کو ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ تو شاید تھوڑا سا زیادہ aggressive ہونے کی ضرورت ہو گی۔ تو میری گزارش بھی یہی تھی کہ اس پر اگر کوئی timeline دے دی جائے کہ چھ مہینے میں، آٹھ مہینے میں یا کم از کم اگلے بجٹ سے پہلے ہماری یہ list بھی تیار ہو جائے اور جو بھی پیسا واپس آنے والا ہے، چاہے وہ treasury accounts میں آنا ہے یا کسی اور adjacent account میں آنا ہے، تو وہ آ جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب بلال اظہر کیانی: جناب ڈپٹی چیئرمین! جیسے کہ میں نے کہا کہ جو سینیٹر صاحبہ کہہ رہی ہیں وہ میں سمجھ گیا ہوں۔ اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کے پاس اُس کے ماتحت اور اُس کے نیچے جو بھی State owned Enterprises ہیں، attached departments ہیں، autonomous bodies ہیں یا semi-autonomous bodies ہیں، بالکل اُن سب کی فہرست موجود ہے۔ یہ Cabinet Division کے پاس موجود ہوتی ہے اور آپ بے شک اُن سے منگوا بھی سکتے ہیں۔ ہماری Rightsizing of Government کی ایک کمیٹی ہے، وہاں پر ہم دیکھتے ہیں۔ اُن کے اندر جو اُن کے financial balances یا جو

کچھ انہوں نے جمع کروایا ہے، وہ بھی ان شاء اللہ ہم finance کے لیے working بنالیں گے اور Standing Committee کو پیش کر دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی شکریہ۔ سوال نمبر 21 سینیٹر فیصل رحمان صاحب۔

(Q No. 21)

جناب قائم مقام چیئرمین: سوال نمبر 22 سینیٹر سید مسرور احسن صاحب۔

(Q No. 22)

جناب قائم مقام چیئرمین: سوال نمبر 24 سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔

(Q No. 24)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: سوال میرا یہ ہے جناب کہ جو irregularities کا ذکر ہوا ہے، اس میں کیا جواب آیا ہے۔ یہ Auditor General کی report ابھی نہیں تھی اور اگر کہیں یہ report ہے تو اُس کو پیش کریں۔ دوسرا یہ بتائیں کہ یہ technical and non-technical report میں کیا فرق ہے۔ یہ ایک بات ہو گئی۔

دوسری بات یہ کہ اگر کوئی 375 Trillion کی بات ہوئی ہے تو یہ اصل میں کتنے trillion کی بات ہے۔ جیسا کہ report میں error کا ذکر کیا جا رہا ہے تو وہ کس کے part پر error تھا، اگر error ہے تو کتنا error ہے، اصل میں یہ loss کتنا ہے اور recoveries کتنی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی: جی شکریہ جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب۔ سینیٹر صاحب کا سوال بھی بالکل جائز ہے اور اس حوالے سے میں نے بھی اِدھر آنے سے پہلے AGP کے عملے سے گفتگو کی تاکہ یہاں پر ہم House کو آگاہ کر سکیں۔ بنیادی طور پر اُن کی report میں، جو initially website پر publish ہوئی تھی، اُس میں یقیناً data error تھا جس کے نتیجے میں یہ رقم آئی تھی مگر پھر بعد میں correct کر لی گئی تھی۔ دو heads ایسے تھے جس میں typo ہوا تھا۔ وہاں trillion نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ billion ہونا چاہیے تھا اور وہاں پر انہوں نے

trillion لکھ دیا تھا۔ Procurement and PPRA Regulations related issues تھے and defective unexecuted delay in civil work کے دو heads تھے۔ اُس کے typo کے نتیجے میں یہ ہوا تھا۔

وہ اصل رقم جس کو یہ اپنی audit findings کہتے ہیں یا potential financial irregularities کہتے ہیں، وہ رقم 9 trillion Rupees ہے جس کو ہم نے identify کیا ہے۔ ایسی رقم جو کہ expenditure and revenue میں ایسی چیز ہے، ایسی مد میں یہ رقم آتی ہے جس کو potentially یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے انہوں نے یہ establish کیا ہے کہ یہاں پر irregularities ہیں۔ یہ اُن expenditures and revenues کا وہ pool ہے جس کو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قابل تحقیق ہے۔ تو یہ نمبر اصل میں 375 trillion کے بجائے 9 trillion ہے اور یہ دو heads میں اُن سے typo ہوا تھا جس کی درستی ہو گئی تھی اور وہ report پھر update ہو کر publish ہو گئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ کس period کے متعلق ہے۔ تو یہ بتا دیں کہ کس period سے متعلق ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی: یہ financial year 2024-25 کا ہے جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: ان کا مطلب ہے کہ نو ہزار ارب روپے۔ یہاں پر نو ہزار ارب روپے کی یہ بات ہو رہی ہے کہ آپ منسٹر صاحب agree کر رہے ہیں کہ یہ 9 trillion ہے اور 375 trillion نہیں ہے۔ تو نو ہزار ارب روپے بھی کوئی چھوٹی رقم نہیں ہے جس کی irregularity یا جس کی mis-procurement یا ایسی کوئی چیز ظاہر کی گئی ہے۔ یہ تھا نمبر ایک۔

نمبر دو پر میرا ایک سوال بھی ہے اور ایک suggestion بھی ہے کہ یہ جو Auditor General of Pakistan کے لوگ ہیں، اُن کی qualification B.A یا simple F.A ہوتی ہے اور وہ پاکستان کے ہر field کا، ہر department کا، ہر technical چیز کا جا کر audit کرتے ہیں اور وہ لوگوں کو دکھانے کے لیے یا Public Accounts Committee میں لانے کے لیے بتاتے ہیں کہ

جی دو سوارب روپے کی corruption پکڑ لی، یا چار سوارب روپے کی corruption پکڑ لی اور جب آدھا گھنٹہ discussion ہوتی ہے تو وہ سارے کے سارے audit paras drop ہو جاتے ہیں۔

تو kindly آپ کوئی ایسے auditors جو export ہوں، اُس field کے ہوں، اگر کوئی mining میں یا petroleum میں یا health میں audit کر رہا ہے تو اُس کو at least اُس کی terminologies کا پتا ہو، at least وہ اُن words کو پڑھ سکتا ہو اور اس کے بعد وہ کوئی audit raise کرے جس کے بدلے میں government of Pakistan میں کوئی recovery ہو۔ آج تک نہ corruption پکڑی گئی ہے، نہ کوئی improvement ہوئی ہے اور ہر دفعہ ہم یہ سنتے ہیں کہ چار سوارب ہے۔ ابھی آپ خود یہ بتا رہے کہ 9 trillion ہیں۔ 9 trillion means کہ نو ہزار ارب۔ تو اگر نو ہزار ارب روپے کی irregularities یا mis-procurements پکڑی ہیں تو اُس کی recovery یا اُس کا قصوروار یا اس کی کسی پر تو یہ responsibility fix ہونی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئر مین: جی بلال کیانی صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی: ڈپٹی چیئر مین صاحب! بہت شکریہ جی۔ دیکھیں، اس میں تین باتیں ہیں اور دو میں میں درستی کرنا چاہوں گا۔ ایک و یہ NAB نہیں کہہ رہا جی بلکہ یہ Auditor General of Pakistan کی ایک consolidated audit report ہے جس کے حوالے سے سوال تھا، جس کے میں نے figures quote کیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے واضح طور پر یہاں آنے سے پہلے خود Auditor General کے عملے سے پوچھا کہ کیا یہ آپ کی established irregularities ہیں، تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ یہ 9 trillion کی رقم ہے، revenues and expenditures میں سے کُل ملا کر، یہ وہ 9 trillion کی ایسی transactions ہیں اور ایسے instances ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ مزید قابل inquiry یا قابل تفتیش ہیں۔ تو اس کے اندر انہوں نے ہر گز 9 trillion کی ایسی بات نہیں کی۔ بہرحال جو تیسرا point ہے، میں سینیٹر صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ بالکل ہم چاہتے ہیں کہ چاہے وہ Auditor General of Pakistan ہو یا کوئی بھی دوسرا ادارہ ہو، ہماری ذمہ داری ہے کہ کوشش کریں کہ وہاں پر قابل سے قابل لوگ اور اُس کام کو جاننے والے لوگ وہاں پر ہونے چاہیے اور اُن کی مزید trainings ہونی چاہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ ایک ایسا موضوع ہے اور again Standing Committee on Finance کے سینیٹر صاحب ہوتے بھی ہیں، تو اس کو ہم مزید وہاں پر discuss بھی کر سکتے ہیں اور

Auditor General of Pakistan کی طرف سے وہاں پر آ کر ایک presentation بھی رکھی جا سکتی ہے جس میں وہاں پر اس موضوع کے اوپر ہم مزید تفصیل سے بات چیت کر سکیں اور راہ نمائی بھی حاصل کر سکیں۔ مہربانی۔ (جاری۔۔۔T05)

T05-09Oct2025 Abdul Ghafoor/ED: Mubashir 6.10 PM

جناب بلال اظہر کیانی: (جاری۔۔۔) اس موضوع کے اوپر ہم مزید تفصیل سے بات چیت کر سکیں اور رہنمائی بھی حاصل کر سکیں۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی، سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ دیکھیں Auditor General Office نے جو ایک طریقہ کار بنا لیا ہے کہ وہ بغیر تحقیق کے، بغیر verification کے، کچھ اپنے دماغ میں جو سوچ لیتے ہیں، جو ان کو لگتا ہے کہ ٹھیک ہے وہ لکھ کر لے آتے ہیں اور یہاں میڈیا میں ایک تماشا لگتا ہے۔ بعد میں پتا چلتا ہے کہ بات کا بتنگڑ بنایا گیا اور اصل میں بات کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ آج سے نہیں ہے، کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب وقت آ گیا ہے اور اس مرتبہ جس طریقے سے Auditor General کی report پر بہت timely manner میں Finance Ministry نے action لیا اور انہوں نے فوری طور اوپر ان کی اس رپورٹ پر، I would say it was very irresponsible of them to give out a report in such a manner and upload it. So اس لیے ضروری یہ ہے کہ اس وقت میری Finance Ministry سے یہ request ہو گی کہ جن لوگوں کے نیچے والے بندے پر الزام لگانا بہت آسان ہوتا ہے at the end of the day responsibility head of the organization کی ہوتی ہے جو آپ کے اس وقت Auditor General of Pakistan ہیں his head should have been rolled and he should not have been here now ان کو already یہاں پر نہیں ہونا چاہیے، ان کا استعفیٰ آنا چاہیے تھا یا ان کو remove کیا جانا چاہیے تھا۔ کیونکہ اتنا میڈیا میں اس چیز کو اچھالا گیا اور اتنی بدنامی ہوئی اور بعد میں پتا چلا کہ کچھ تھا ہی نہیں۔ تو کیا اس کے اوپر کوئی غور کر رہا ہے یا نہیں؟ لیکن کم از کم آپ ہماری side سے یا میری side سے تو please یہ request ہے کہ آپ جو ذمہ داران ہیں ان کو ان جگہوں سے ہٹائیں۔ اگلے سال پھر audit آئے گا اور پھر سے یہ تماشا لگنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین ! جی، بلال اظہر کیانی صاحب۔

جناب بلال اظہر کیانی : جی، جناب چیئرمین ! میرے خیال سے یہ بالکل idea نہیں تھا کہ irony figure اس طرح public ہوا تھا اور میں ہرگز یہ نہیں کہوں گا کہ یہ مناسب تھا۔ یقیناً اس سے ایک misunderstanding ہوئی تھی اور یقیناً اس سے گریز کرنا چاہیے۔ میرے خیال سے سینیٹر صاحبہ نے یہاں پر بڑا جائز سوال اٹھایا ہے اور اس کو مزید میری تجویز ہوگی کہ ہم اگر آپ مناسب سمجھیں گے تو ہم Standing Committee کے اندر AGP کے office کا عملہ بھی وہاں پر جائیں تو مزید بات چیت ہو سکتی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان : اس سوال کو مہربانی فرما کر سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کو refer کر دیجئے کیونکہ ہم چاہیں گے کہ Auditor General کو بلا کر پوچھیں کہ انہوں نے اس قدر irresponsibility کا مظاہرہ کیوں کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین ! جی، اس سوال کو سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان : جی، بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ! جی، سوال نمبر ۲۵، سینیٹر سید مسرور احسن صاحب۔

(Q.No.25)

جناب قائم مقام چیئرمین ! سوال نمبر۔۲۶ سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔ مؤخر کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر۔۲۸ سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔اس سوال کو بھی مؤخر کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ! سوال نمبر ۳۰ سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔

(Q.No.30)

جناب قائم مقام چیئرمین ! سوال نمبر ۳۱، سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔

(Q.No.31)

جناب قائم مقام چیئرمین ! سوال نمبر۔31-A سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب۔

(Q.No.31-A)

جناب قائم مقام چیئرمین: کیا آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

(اس موقع پر سینیٹر محمد ہمایوں مہمند اپنی نشست پر کھڑے ہو کر بولنے لگے)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! اس سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کے پاس کوئی باقاعدہ اعداد و شمار موجود نہیں ہیں---

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اگر ان کے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں تو ہر آدمی ایسے گاڑیاں چلاتا کیسے ہے---

(مداخلت)

(اس موقع پر ایوان میں سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب نے کورم کی نشاندہی کی)

جناب قائم مقام چیئرمین: quorum point out ہوا ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، counting کرادیں۔

(گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، ایوان نامکمل ہے۔ آج ہماری کوشش تھی کہ ہم business بھی چلا سکیں، خاص طور پر بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے بارے میں بات ہو سکے۔ لیکن ادھر سے آپ لوگوں نے دھمال ڈال دی۔ چونکہ ہاؤس کورم میں نہیں ہے، اس لیے ایوان کی کارروائی بروز جمعہ 10 اکتوبر 2025 کو صبح 11 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔ شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 10th October, 2025 at 11:00 a.m.]